مورخ یعقوبی اور فقہائے اسلامی

پروفیسر محمد یسین مظہر صدیقی

تمہید: مورخ اور تاریخ

تیسری/نویں صدی کے عالمی اسلامی تاریخ نگاروں میں شیعی مورخ یعقوبی (احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب ابن واضح ۲۱۵ھ) ایک ممتاز مقام و مرتبہ اور نمایاں اوصاف وخصوصیات کا مالک ہے۔ اس کی تاریخ ایک طرف عالمی اسلامی تاریخ کی نمائندگی کرتی ہے تو دوسری طرف عباسی "کاتب طبقہ" کی علمی اور تحریری فضیلت کا ثبوت فراہم کرتی ہے۔ وہ مختصر تاریخ نگاری میں بھی بہت ممتاز درجہ رکھتی ہے۔ زبان و اسلوب کے اعتبار سے بھی اس کا خاصا اونچا معیار ہے۔ تاریخی واقعات میں ایام و شہور اور سنین کے ساتھ ساتھ اس نے زائچہ/ زیچ کو بھی مساوی اہمیت دی ہے۔ واقعات کی تدوین و ترسیل میں موضوعاتی اسلوب اپنایا ہے۔ اسلامی طبقات و اقوام کے پہلو بہ پہلو بلکہ ان سے پیشتر وہ غیر مسلم تہذیبی طبقات اور معلوم و معروف اقوام کی تاریخ و تہذیب بھی بیان کرتی ہے۔

اسی طرح وہ تاریخ نگاری میں شیعی فکر پوری طرح سموتی جاتی ہے، اگرچہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ خاصی معتدل ہے اور کہیں کہیں کافی منصفانہ انداز اپناتی ہے۔ وہ اس شیعی عقیدہ کی پوری طرح علمبردار ہے کہ خلافت/امامت حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے فاطمی خاندانِ ذیشان کا الوہی حق تھا۔ اسی بنا پر وہ اپنے "ائمہ اطہار" کے علاوہ سب کے عہد کو "ایام" کی سرخی سے اور حضرات علی و حسن کی حکومت کو "خلافت" کے عنوان سے بیان کرتی ہے۔

یعقوبی کا تعلق چونکہ "طبقات کُتّاب" سے تھا اس لیے وہ ہر عہد کے اہم ترین اور غالب ترین حکمراں طبقہ یا فرقۂ عمال، غزوات و مہمات اور ان کے سنین و امرا اور کئی دوسرے

انتظامی معاملات کا بہت اہتمام سے ذکر کرتی ہے۔ وہ اسلامی تہذیب و تمدن کے نمایاں خط و خال کو بھی پیش کرتی ہے اور بنو امیہ کے خلفاءِ کرام کی صورت بھی مسخ کرتی ہے۔ اس میں صحیح روایات و واقعات کے پہلو بہ پہلو ضعیف و کمزور، موضوع و خود ساختہ اخبار و آرار کا بھی آمیزہ ملتا ہے۔ اسلامی تہذیب کا ایک اہم موضوع اسلامی فقہ کا ارتقاء ہے۔ بالعموم یہ بحث ایک جگہ کم از کم ابتدائی کتب میں نہیں ملتی، سوانح و تذکرہ اور علوم کی مختلف کتابوں کو چھاننا پڑتا ہے لیکن تاریخ یعقوبی نے "فقہاء عہد" کے عنوان سے ہر عہد کے فقہاء کا ذکر کیا ہے اور یہی اس مقالہ کا موضوع ہے[۵]

تاریخ یعقوبی کا دائرہ علم

تاریخ یعقوبی کا موجودہ مطبوعہ نسخہ جو ہمارے پیش نظر ہے دو جلدوں پر مشتمل ہے اور اس کی جلد اول تمام تر تاریخِ ماقبل اسلام یا دوسری اقوام کی تاریخ و تہذیب سے بحث کرتی ہے۔ صرف جلد دوم تاریخ اسلامی کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے عباسی خلیفہ احمد المعتمد علی اللہ (۲۵۶-۲۷۹ھ) کے تقریباً پہلے دو برسوں کے واقعات کو بیان کرتی ہے اور اچانک تمام ہوتی ہے[۶] مورخ یعقوبی نے التزام کے ساتھ تمام اولین ادوار و عہودِ اسلامی کے فقہائے کرام کی فہرست اس عہد کے بالکل آخر میں نقل کی ہے۔ صرف کہیں کہیں ایسا نہیں ہوا ہے۔ البتہ عباسی عہد میں وہ صرف خلیفہ محمد الامین کے فقہاء کرام کے بعد کسی اور دور کے فقہاء کرام کا باقاعدہ تذکرہ نہیں کرتی۔ ذیل میں پہلے ان تمام ادوار کے اصحاب فقہ کی فہرست ہائے یعقوبی پیش کی جاتی ہے بعد میں ان پر تبصرہ و نقد بھی کیا جائے گا اور تجزیہ و تحلیل سے بھی کام لیا جائے گا۔

عہدِ نبوی

عہدِ نبوی کے فقہائے کرام اور اصحابِ فتاویٰ کی فہرست یعقوبی نے اپنے معروف و مذکور طریقے کے مطابق نہیں دی ہے۔ درمیان میں بعض اصحابِ علم وغیرہ کا ذکر بلکہ مختصر حوالہ آیا ہے۔[۷]

خلافتِ راشدہ

خلافتِ صدیقی سے متعلق یعقوبی کا بیان ہے کہ "ایام ابی بکر میں جن سے فقہ اخذ کی جاتی تھی وہ حضرات تھے: علی بن ابی طالب، عمر بن الخطاب، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور عبداللہ بن مسعود"۔ [۵]

فاروقی خلافت کے بارے میں ان کا بیان ہے کہ ان کے ایام میں جن فقہاء سے علم حاصل کیا جاتا تھا وہ تھے: علی بن ابی طالب، عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت، ابوموسیٰ الاشعری، ابوالدرداء، ابوسعید الخدری اور عبداللہ بن عباس [۶]

ایام عثمان کے فقہائے کرام تھے: [۷] امیر المومنین علی بن ابی طالب، عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب، زید بن ثابت، ابوموسیٰ اشعری، عبداللہ بن عباس، ابوالدرداء، ابوسعید الخدری، عبداللہ بن عمر اور سلمان بن ربیعہ الباہلی [۸]

مورخ یعقوبی نے خلیفہ چہارم کے عہد کے اہل علم کے بارے میں لکھا ہے کہ "جن اصحابِ علی سے علم لیا جاتا تھا وہ تھے: الحارث الاعور، ابوالطفیل عامر بن واثلہ، حبۃ العرنی، رشید الہجری، حویزہ بن مسہر، الاصبغ بن نباتہ، میثم التمار اور الحسن بن علی۔" جب کہ خلافتِ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے فقہاء کرام کا کوئی تذکرہ سرے سے نہیں ہے [۹]

خلافتِ امویہ: عہد معاویہؓ

ایام معاویہؓ کے فقہاء کرام تھے: عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب، المسور بن مخرمہ الزہری، السائب بن یزید، عبدالرحمٰن بن حاطب، ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث، سعید بن المسیب، عروہ بن زبیر، عطاء بن یسار، القاسم بن محمد بن ابی بکر، عبیدہ بن قیس السلمانی، الربیع بن خثیم الثوری، زر بن حبیش، الحارث بن قیس الجعفی، عمرو بن عتبہ بن فرقد، الاحنف بن قیس، الحارث بن عمیر الزبیدی، سوید بن غفلۃ الجعفی، عمرو بن میمون الاودی، مطرف بن عبداللہ بن الشخیر، شقیق بن سلمہ، عمرو بن شرحبیل، عبداللہ بن یزید الخطمی، الحارث الاعور الہمدانی، مسروق بن الاجدع، علقمہ بن قیس النخعی، شریح بن وارث الکندی، زید بن وہب الہمدانی۔ [۱۰]"

خلافتِ یزید و معاویہ ثانی اور مروان بن الحکم کے عہد کے فقہائے کرام کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن الزبیر کے عہد خلافت کے اصحابِ فقہ کی طرف بھی کوئی اشارہ نہیں ہے[۵۰]

عہدِ عبدالملک

"ایام عبدالملک بن مروان کے فقہاء تھے: عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، المسور بن مخرمہ الزہری، السائب بن یزید، ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام، خارجہ بن زید بن ثابت، سعید بن المسیب، عروہ بن الزبیر، عطاء بن یسار، القاسم بن محمد، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف، سالم بن عبداللہ، قبیصہ بن جابر، عبیدہ بن قیس السلمانی، شریح بن الحارث الکندی، عبدالرحمٰن بن ابی لیلی، عبداللہ بن یزید الخطمی، زید بن وہب الہمدانی، الحارث بن سوید التیمی، مرۃ بن شراحیل الہمدانی، ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ العامری الاسدی، لیسیر بن عمرو السلولی، ابوالشعثاء سلیمان بن الاسود، الاسود بن مالک الحارثی، ابن حراش العبسی، عمرو بن میمون الاودی، عامر بن شراحیل الشعبی، عبدالرحمٰن بن یزید النخعی، سالم بن ابی الجعد، عار بن عمیر اللیثی، ابراہیم بن یزید التیمی، ابوظبیان الحصین بن جندب، سلیمان بن یسار اور ابوالملیح بن اسامہ[۵۱]"

عہدِ الولید و سلیمان

"ایام الولید بن عبدالملک کے فقہاء تھے: عبدالرحمٰن بن حاطب، سعیب بن المسیب، عروہ بن الزبیر، عطاء بن یسار، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، القاسم بن محمد، سعید بن جبیر، مجاہد بن جبیر (کذا) مولی بنی مخزوم، عکرمہ مولی ابن عباس، حکیم بن ابی حازم، شقیق ابن سلمہ، ابراہیم بن یزید النخعی، عامر الشعبی، سالم بن ابی الجعد، اسحاق السبیعی، ایوب الازدی، ابوتمیم الجیشانی، الحسن بن ابی الحسن، محمد بن سیرین، ابوقلابہ عبداللہ بن زید، سلیمان بن یسار، مورق العجلی، سنان بن سلمہ، ابوالملیح بن اسامہ الہذلی، العلاء بن زیاد، ابوادریس، رجاء بن حیاۃ[۵۲]" مورخ کی تصریح کے مطابق "ایام سلیمان بن عبدالملک میں فقہاء ولید کے ایام کے مانند تھے"[۵۳]

عہدِ عمر ثانی

"حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی کے ایام کے فقہاء تھے: خارجہ بن زید بن ثابت، یحییٰ

بن عبدالرحمٰن بن حاطب، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، سالم بن عبداللہ بن عمر، القاسم بن محمد بن ابی بکر، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، محمد بن کعب القرظی، عاصم بن عمر بن قتادہ، نافع مولی عبداللہ بن عمر، سعید بن یسار، محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی، عبداللہ بن دینار، محمد بن مسلم بن شہاب الزہری، عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو، عطاء بن ابی رباح، مجاہد بن جبیر، عکرمہ مولی عبداللہ بن عباس، عامر بن شراحیل الشعبی، سالم بن ابی الجعد، حبیب بن ابی ثابت، عبدالملک بن میسرہ الہلالی، ابواسحاق السبیعی، الحسن بن ابی الحسن البصری، محمد بن سیرین، ابوقلابہ عبداللہ بن زید، مورق العجلی، عبدالملک بن یعلی اللیثی، زید بن نوفل، علقمہ بن عبداللہ المزنی، ابوحازم رجاء بن حیوۃ، مکحول الدمشقی، راشد بن سعد، المقری سلیمان بن حبیب المحاربی، میمون بن مہران، یزید بن الاصم، ابوقبیل المعافری اور طاؤس الیمانی[۱۵]

عہدِ یزید ثانی

"یزید بن عبدالملک کی "ولایت" کے فقہاء تھے: یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب، سالم بن عبداللہ بن عمر، القاسم بن محمد بن ابی بکر، محمد بن مسلم بن شہاب الزہری، محمد بن کعب القرظی، عاصم بن عمر بن قتادہ، نافع مولی عبداللہ بن عمر، سعید بن یسار، محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی، عبداللہ بن دینار، عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم، طاؤس الیمانی، عطاء بن ابی رباح، حبیب بن ابی رباح، حبیب بن ابی ثابت، عبداللہ بن میسرہ، ابواسحاق السبیعی[۱۶]"

عہدِ ہشام

"ہشام بن عبدالملک کے ایّام کے فقہاء کرام کے نام ہیں: سالم بن عبداللہ بن عمر، الہثیم بن محمد بن ابی بکر، محمد بن مسلم بن شہاب الزہری، محمد بن کعب القرظی، نافع مولی عبداللہ بن عمر، عاصم بن عمر بن قتادہ، محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم، طاؤس الیمانی، ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن، عطاء بن ابی رباح، عمرو بن دینار، عبداللہ بن ابی نجیح، حبیب بن ابی ثابت، عبدالملک بن میسرہ، ابواسحاق السبیعی، القاسم بن عبدالرحمٰن، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، سماک بن حرب الذہلی، الحکم بن عیینہ الکندی، حماد بن ابی سلیمان، ابومعشر زیاد بن کلیب، طلحہ بن مصرف الہمدانی، نعیم بن ابی ہند الاشجعی، اشعث بن ابی الشعثاء، سعید بن اسیوع،

ابوحازم الاعرج، قتادہ بن دعامہ السدوسی، بکر بن عبداللہ المزنی، ایوب السختیانی، یزید بن عبداللہ بن الشخیر، عبدالرحمٰن بن جبیر، مکحول الدمشقی، راشد بن سعد المقری، میمون بن مہران، ابوقبیل المعافری، یزید بن الاصم۔[19]"

عہدِ مروان ثانی

تین اموی خلفاء ـــ الولید بن یزید، یزید بن الولید بن عبدالملک، ابراہیم بن الولید ـــ کے عہد کے فقہاء کرام کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔[20] لیکن آخری اموی خلیفہ مروان بن محمد بن مروان کے ایام کی یہ فہرست دی ہے: "محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم، ابوالحویرث المرادی، عمرو بن دینار صالح بن کیسان، ابوالزناد عبدالرحمٰن ابن ذکوان، عبداللہ بن ابی نجیح، قیس بن سعد، ابوالزبیر محمد بن مسلم، ابراہیم بن میسرہ، عبدالملک بن عمیر اللیثی، سلمہ بن کہیل، جابر بن یزید الجعفی، غیلان بن جامع المحاربی، ابوبکر بن نسر بن حرب، یزید بن عبداللہ بن الشخیر، سالم الافطس، عبدالکریم الحنفی[21]

خلافت عباسی: عہد سفاح

اولین عباسی خلیفہ ابوالعباس السفاح کے ایام کے فقہاء کی فہرست خاصی بڑی ہے: "یحییٰ بن سعید الانصاری، ابن ابی طوالہ الانصاری، موسیٰ بن عقبہ، عبدالرحمٰن بن حرطہ الاسلمی، ابوحمزۃ الثمالی، زید بن اسلم، ابوحازم القاضی، ہشام بن عروہ بن زبیر، محمد بن ......بن علقمہ، موسیٰ بن عبیدہ الربذی، ابن ابی صعصعہ، ربیعۃ الرای، عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب، محمد بن اسحاق بن یسار، عبداللہ بن طاووس، صدقہ.....یسار، حمید بن قیس الاعرج، عبداللہ بن عثمان بن خثیم، عثمان بن الاسود، عبدالملک بن جریج، عبدالملک بن عمیر اللیثی، ابوستار النسائی، مجالد بن سعید، الاجلح بن عبداللہ الکندی، منصور بن المعتمر السلمی، مطرف بن طریف الحارثی، جابر بن یزید الجعفی، الحسن بن عمر الفقیمی، محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، الحسن بن عمارہ، مسعر بن کدام، عبدالجبار بن عباس الہمدانی، زفر بن الہذیل، اسحاق بن سوید العذری، ابوبکر بن نسر بن حرب، یونس بن عبید، ابوالمعتمر سلیمان التیمی، عمرو بن عبید، حمید الطویل مولیٰ خزاعہ، عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعی، سالم الافطس، عبدالکریم الحنفی۔[22]"

عہد المنصور

ابوجعفر المنصور کے عہد خلافت کے علماء کو دو طبقوں میں تقسیم کر کے بیان کیا ہے اول وہ قضاۃ امصار تھے جن کو خلیفہ نے اپنی طرف سے پہلی بار مقرر کیا تھا۔ پہلے وہ اصحاب المعاون کے ہاتھوں مقرر ہوتے تھے۔ بہر حال ان کے قضاۃ تھے: عثمان بن عمر التیمی، یحییٰ بن سعید الانصاری، عبداللہ بن صفوان الجمحی۔ کوفہ کے قاضی تھے: شریک بن عبداللہ النخعی، بصرہ کے تھے: عمر بن عامر السلمی، اور پھر سوار بن عبداللہ العنبری، مصر کے قاضی تھے: عبداللہ بن لہیعہ الحضرمی[۱۸]...."

ان کے زمانہ کے مزید فقہاء میں جن حضرات کو شمار کیا ہے وہ یہ ہیں" یحییٰ بن سعید الانصاری، محمد بن عبدالرحمٰن ابن ابی طوالہ، ہشام بن عروہ بن زبیر، محمد بن عمر بن علقمہ، موسیٰ ابن عبیدہ بن ابی صعصعۃ، ربیعۃ الرای وھو ابن ابی عبدالرحمٰن، محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب، عثمان بن الاسود، حنظلہ بن ابی سفیان، عبدالملک بن جریج، عبدالعزیز بن ابی الرواد، ابراہیم بن یزید، محمد یزید الاندی، ابوسار السار ی (جن کا نام ہرار بن مرہ تھا)، سلیمان بن مہران الکاہلی، الحسن بن عبداللہ النخعی، ابوحیان یحیی بن سعید التیمی، مجالد بن سعید، محمد بن السائب الکلبی، الاجلح بن عبداللہ الکندی، الرا۔ بن ابی زائدۃ الہمدانی، یونس بن ابی اسحاق السبیعی، الحسن بن عمر الفقیمی، محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، الحجاج بن ارطاۃ، ابوحنیفہ النعمان بن ثابت، محمد بن عبداللہ العزرمی، الحسن بن عمارہ، مسعر بن کدام، ابوحمزہ الثمالی، سفیان بن سعید الثوری، عبدالجبار بن عباس الہمدانی، یحییٰ بن سلمہ بن کہیل، عبداللہ بن عون المزنی، خالد بن مہران، ابوالمعتمر سلیمان التیمی، عمرو بن عبید، سوار بن عبداللہ، ابوالاشہب العطاردی، حمید الطویل، شعبہ بن الحجاج العبدی، حماد بن سلمہ، حماد بن زید، عبداللہ بن محرر، عمرو بن قیس الکندی، الاوزاعی عبدالرحمٰن بن عمرو، غالب بن عبداللہ العقیلی[۲۲]"

عہد المہدی

"خلیفہ المہدی کے ایام کے فقہاء تھے: محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب، ابراہیم بن محمد بن ابی الحسن، سعید بن عبدالعزیز الجمحی، عبدالعزیز بن ابی حازم، عبدالحمید المدنی، یونس بن اسحاق السبیعی، الحجاج بن ارطاۃ النخعی، سفیان بن سعید الثوری، شریک بن عبداللہ النخعی، یحییٰ بن سلمہ بن کہیل،

سلمۃ الاحمر، ابراہیم بن سعد الزہری، ابو مخنف لوط بن یحییٰ، سفیان بن الحسن الحمانی، جعفر بن عتاب، یحییٰ بن ابی زائدہ، علی بن مسہر، محمد بن مروان السدی، زیاد بن الطفیل، عبدالرحمن بن مالک، مالک بن الفضیل، ابو محمد بن ..... محمد بن جابر الیمامی، ابوالاشہب جعفر بن حیان العطاردی، سلمہ بن علقمہ، سعید بن ایاس، خالد بن دینار، جریر بن حازم الازدی، شعبہ بن الحجاج، حماد بن سلمہ، مہدی بن میمون، موسیٰ بن علی بن رباح، عبداللہ بن لہیعہ، جعفر بن الغطریف، بقیہ بن الولید الحمصی، عبدالسلام بن عبدالملک الدمشقی[۲۳]"

عہد ہارون الرشید

موسیٰ الہادی کی چودہ[۱۵] ماہہ خلافت کے فقہاء کا ذکر نہیں کیا گیا ہے[۲۴]۔ جبکہ خلیفہ ہارون الرشید کے طویل عہد کی فہرستِ فقہاء بھی کافی طویل ہے: "محمد بن عمران بن ابراہیم، مالک بن انس، ابراہیم بن محمد بن ابی الحسن الاسلمی، ابوالبختری بن وہب القرشی، عبداللہ بن جعفر المدنی، اسماعیل بن جعفر ابو عقیل، ابومعشر السندی، سعید بن عبدالعزیز الجمحی، عبدالعزیز بن ابی حازم، عبدالعزیز بن محمد الدراوردی، عبدالرحمن بن عبداللہ العمری، سلیمان بن فلیح، ..... عطاء بن یزید، سفیان بن عیینہ، شریک بن عبداللہ النخعی، سلمۃ الاحمر، ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم، ابراہیم بن سعد الزہری، سفیان بن الحسن الحمانی، جعفر بن عتاب بن ابی زائدہ، علی بن مسہر، عبداللہ بن ادریس الاودی، محمد بن مروان السدی، جریر بن عبدالحمید الکوفی، شعیب بن صفوان (ابن شبرمہ کے شاگرد) جعفر بن سلیمان، محمد بن الحسن، علی بن ہاشم، عبداللہ بن الاصلح الکندی، المطلب بن الحجاج، القاسم بن مالک المزنی، علی بن ظبیان، ابو شہاب الکوفی، محمد بن مرق القاضی، عدی بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، وکیع بن الجراح، یحییٰ بن الہانی، عمرو بن ہشام، حماد بن زید، ابوعوانہ، یزید بن زریع، عبیداللہ بن الحسن، المعتمر بن سلیمان، داؤد بن الزبرقان، عباد بن عباد المہلبی، حمزہ بن نجیح، خالد بن یزید، محمد بن راشد، عمران بن خالد (عطاء کے شاگرد/صاحب) محمد بن یزید الواسطی، عبدالمنعم بن نعیم، عمر بن جمیع، یوسف بن عطیہ، عبدالعزیز بن عبدالصمد[۲۵]"

عہد الامین

"محمد الامین کے ایام میں حسب ذیل فقہاء تھے: محمد بن عمر واقد، یحییٰ بن سلیمان الطائفی

ابو معاویہ محمد بن حازم المکفوف، اسباط مولیٰ قریش، عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، عبدالرحمٰن بن مسہر، محمد بن کثیر الکوفی (صاحب التفسیر) سفیان بن عیینہ، وکیع بن الجراح، عبداللہ بن نمیر، یزید بن اسحاق، اسماعیل بن علیہ، عبدالوہاب الثقفی، یحییٰ بن سعید القطان، یزید بن مالک، الولید بن مسلم (امام الاوزاعی کے شاگرد/صاحب) اسحاق الازرق، زید بن ہارون، علی بن عاصم، حماد بن عمرو، سلم بن سالم التمیمی[۲۴]"

دیگر عباسی خلفاء

اپنی عادت کے برخلاف یعقوبی نے خلیفہ المامون سے لے کر اپنی کتاب کے آخری عباسی خلیفہ المعتمد کے عہد کے فقہاء کی فہرست نہیں دی ہے[۲۵]۔ البتہ درمیانِ بحث میں بعض فقہاء کا حوالہ ضرور دیا ہے۔ مثلاً عہد مامونی کے ضمن میں حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ کے شتم کے جرم میں ایک شخص کو سزا دینے کے سلسلہ میں بشر بن الولید الکندی کو بغداد میں مامون کا قاضی کہا ہے اور اسی ضمن میں "فقہاءِ عہد" کا عمومی حوالہ دیا ہے۔ اسی طرح ایک اور معاملہ میں فقہاء کا حوالہ آیا ہے[۲۸]۔ خلقِ قرآن کے مسئلہ کے حوالہ سے معتصم کے عہد کے فقہاء کا عمومی اور احمد بن حنبل کا خصوصی حوالہ دیا ہے[۲۹] یا معتصم کے غالب امراء میں قاضی القضاۃ احمد بن ابی دواد الایادی کا نام ہے[۳۰]۔ الواثق کے عہد میں خلقِ قرآن کے حوالہ سے قضاۃ / عالم کا ذکر ملتا ہے[۳۱]۔ دوسرے ادوارِ خلافت میں یہ عمومی ذکر بھی بالعموم نہیں ملتا۔

تجزیہ و تبصرہ

یعقوبی کی تاریخ میں مذکورہ فہرست ہائے فقہاء کے تجزیہ سے پہلی بات تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ عہدِ نبوی سے ہی علم و فقہ کا ارتقاء شروع ہوگیا تھا اور اس کا اہم ترین اور روشن اظہار فقہائے عہد کے نشو و نما میں ہوا۔ خلافتِ راشدہ (۱۱-۴۰ھ/۶۳۲-۶۶۱ء) کے دوران صحابہ کرام میں سے کم از کم پچیس[۲۵] فقہائے اسلام کا ذکر کیا ہے جن میں سے چھ[۶] خلافتِ صدیقی میں نو[۹] خلافتِ فاروقی میں اور دس[۱۰] خلافتِ عثمانی میں تھے۔ جبکہ خلافتِ علوی میں صحابہ عظام کے بجائے حضرت علی کے اصحابِ علم میں سے آٹھ کا ذکر کیا ہے جن میں سے کم از کم دو[۲] صحابہ کے طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اولین اموی خلیفہ حضرت معاویہ کے عہد کے اٹھائیس[۲۸] فقہاء کا ذکر موجود ہے جن

میں سے پانچ / چھ صحابہ کرام تھے، جبکہ باقی تابعین کے طبقہ اولیٰ سے متعلق تھے۔ عہدِ عبدالملک کے چونتیس فقہاء کرام میں سے تقریباً چھ صحابی تھے اور باقی تابعی تھے۔ خلافتِ ولید اور سلیمان کے چھبیس فقہاء میں سے تقریباً سب ہی تابعی تھے اور یہی حال خلافتِ عمرِ ثانی کے سینتیس، خلافتِ یزیدِ ثانی کے سترہ، خلافتِ ہشام کے چھتیس فقہاء کا ہے۔ جبکہ آخری خلیفۂ اموی مروانِ ثانی کے سترہ فقہاء تبع تابعین کے طبقہ سے تھے۔ عباسی عہد میں السفاح کے اکتالیس، المنصور کے چون، المہدی کے بتیس، ہارون الرشید کے چوّن اور محمد الامین کے اکیس فقہاء زیادہ تر دوسری مسلم نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ اس طرح کل مذکورہ فقہاءِ اسلام کی تعداد چار سو اکیاون بنتی ہے۔ بعد کے ادوار کے فقہاءِ کرام کا ذکر نہیں کیا گیا ہے ورنہ ان کی تعداد کہیں زیادہ ہوتی۔ ان شواہد سے اس مسلمہ حقیقت کو مزید تقویت ملتی ہے کہ کوئی اسلامی دور فقہائے کرام کے وجودِ مسعود سے کبھی خالی نہیں رہا۔

مجموعی تعدادِ فقہاء یا انفرادی اسماء کے بارے میں یہ حقیقت بھی پیش نظر رہنی ضروری ہے کہ بیشتر دور کے فقہاء جانشین ادوار میں بھی سرگرم عمل رہے اور ان کے طویل زمانہ یا مختلف ادوار سے متعلق ہونے کے سبب ان کو مختلف ادوار کا فقیہ بھی قرار دیا گیا۔ مثلاً خلفاء ثلاثہ کے پچیس فقہاء اصلاً صرف تیرہ افراد تھے۔ حضرات معاویہ اور عبدالملک کے فقہاء میں تقریباً نو / دس حضرات مشترک تھے۔ ولید اور سلیمان کے فقہاء یکساں تھے۔ حضرت عمر ثانی کے فقہاء کرام میں غالب اکثریت نئی تھی مگر ان کے جانشین کے عہد کے فقہا تقریباً وہی تھے۔ یہی صورت حال عباسی عہد کے فقہاء کرام کے باب میں نظر آتی ہے۔ اس نکتہ کا قطعی تجزیہ فقہاءِ کرام پر مشتمل ضمیمہ میں کیا گیا ہے۔

اموی دور بالخصوص اس کے اولین زمانے کے جن خلفائے کرام کے فقہائے عظام کا تذکرہ یعقوبی نے نہیں کیا ہے اس کی ایک وجہ شیعی عصبیت یا مسلکی اختلاف بھی ہے لیکن یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جو فقہائے کرام عہد معاویہ رضی اللہ عنہ میں سرگرم عمل تھے وہ بشرطِ حیات و سرگرمی عہدِ یزید و معاویہ ثانی و مروان اول کے ادوار میں بھی فقیہ و قاضی اور صاحب افتاء رہے تھے۔ اس کا سب سے بڑا اور ناقابل تردید ثبوت یہ ہے کہ ایسے فقہاء جو پہلے عہد میں تھے بعد کے دور خاص کر عبدالملک اموی کے فقہاء گرامی کی فہرست میں بھی نظر آتے ہیں۔ بلکہ عہد معاویہ و عبدالملک کے فقہاء کرام کی فہرستوں کے موازنے سے معلوم ہوتا ہے

کہ موخرالذکر کے بیشتر فقہاء بلکہ ان کی غالب اکثریت خلافتِ معاویہ کے زمانے سے سرگرم عمل چلی آرہی تھی۔ ابھی تک ایسی کوئی شہادت نہیں ملی ہے کہ ان سب اصحاب علم وفقہ نے یا ان کی جماعتِ حقہ کے کسی فردِ واحد نے بھی دورِ یزیدی میں اپنے علمی وفقہی کام سے ہاتھ اٹھا لیا ہو بلکہ ان کے سوانح وتذکرہ سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنی زندگی خاص کر علمی حیات کے ہر دور میں اپنے کام میں منہمک اور اسلامی معاشرہ کی خدمت انجام دیتے رہے۔

اس سے زیادہ اہم واقعہ اور مسلم حقیقت یہ ہے کہ اولین عباسی عہد بالخصوص السفاح اور المنصور کے زمانے کے فقہائے کرام زیادہ تر اموی دورِ آخر کے باقیات الصالحات تھے۔ ان کی فہرست ہائے یعقوبی کے موازنے سے بھی اور فقہاء کرام کے سوانح کے مطالعہ سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ اموی دور کی فقہی میراث نے اولین عباسی دور کو مالا مال اور زرخیز بنایا تھا۔ ایسے تمام اصحاب علم وفقہ کو ہی نہیں بلکہ تمام علمی وفنی اور تہذیبی ارتقاء اور اعمال کو جو اموی دور کے پروردہ اور ساختہ پرداختہ تھے محض اس لیے عباسی دور کے کھاتے میں شمار کر لیا گیا کہ ان کی وفات اس دور میں ہوئی تھی حالانکہ ان کی بیشتر زندگی اور علمی خدمات اموی خلافت کی دین تھیں۔ عباسی خلافت کو ان اشخاص واعمال کے لیے شرف دینا چاہیے جیسا کہ انصاف کا تقاضا ہے جو ان) کے دور کے ساختہ اور تہذیب یافتہ تھے۔ بالخصوص وہ فقہائے کرام جن کی زندگی، علمی تربیت اور کارنامے اس دور میں منظر عام پر آئے۔

مورخ یعقوبی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد کے فقہاء کرام کے ذکر میں شیعی نقطۂ نظر پیش کیا ہے اور کسی حد تک وہ فقہاء کی فہرستوں میں "ہاشمی" بزرگوں کو سر فہرست رکھ کر بھی اس کی ترجمانی کرتے ہیں مثلاً خلفاء ثلاثہ کے عہد میں حضرت علی بن ابی طالبؓ کو اور خلافتِ معاویہ تا خلافتِ عبدالملک میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو سر فہرست رکھا ہے حالانکہ حضرت عمر بن خطاب کے مقابلہ میں کسی اور کو ترجیح دینا حدیث نبوی کے منافی ہے اور تاریخی حقیقت کے خلاف بھی۔ اسی طرح یعقوبی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی نظر انداز کیا ہے اور بعض دوسرے صحابۂ کرام اور تابعین عظام کو بھی۔

بہر حال ان کے حق میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ انھوں نے ہر عہد کے تمام فقہاء کرام کا استقصاء کرنے کی کوشش نہیں کی ہے۔ بلکہ ہر عہد کے صرف نمائندہ اصحاب فقہ کا ذکر کیا ہے۔ اس سے بڑھ کر ان کا یہ بھی شرف ہے کہ انھوں نے اپنی تاریخ میں اہلِ علم وفقہ کے ذکر کو بھی نمایاں

جگہ دی جو بالعموم تاریخی کتب میں نہیں ملتی۔ اس اعتبار سے غالبًا یعقوبی یکتا و منفرد مورخ ہیں اور اس باب میں ان کو تمام دوسرے مورخین پر فضیلت حاصل ہے۔ ان کا غالبًا سب سے بڑا شرف یہ ہے کہ انھوں نے اپنے شیعی اہلِ علم کو مرجع فکر و نظر بتانے کی کوشش نہیں کی ہے بلکہ صرف سنی اہلِ علم و فقہ کو ہی ہر عہد کا فقیہ و عالم بتایا ہے جن پر اس عہد کی مسلم اکثریت کو ہی نہیں بلکہ تمام ادوار کی امتِ مسلمہ کو اعتماد رہا ہے اور جن کو فقہِ اسلامی کا سرچشمہ سمجھا جاتا رہا ہے۔ اس میں حیرت انگیز بات یہ ہے کہ یعقوبی نے اپنے ائمہ اطہار خاص کر حضرات علی زین العابدینؒ جعفر صادق اور بعض دوسرے حضرات کے اسماء گرامی ان فہرستوں میں شامل نہیں کیے ہیں، حالانکہ وہ پوری امتِ مسلمہ کے لیے مرجع فکر اور چشمۂ علم رہے ہیں سوائے ان روایات کے جو ان کے غالی پیروکاروں نے ان کی طرف غلط منسوب کر دی ہیں۔

اگر یعقوبی نے حضرت حسن اور بعض دوسرے اموی اور عباسی خلفاء کے عہد کے فقہاء کرام کا تذکرہ نہیں کیا ہے تو اس کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ان کے عہودِ حکومت مختصر تھے۔ خلیفۂ بدنام و مطعون یزید بن معاویہ کے فقہائے عظام کے عدم ذکر کی یہ توجیہ کی جا سکتی ہے کہ ان کے عہد میں سوائے چند حادثات کے کسی اور شے کا ذکر ہی نہیں کیا جاتا۔ لیکن المامون وغیرہ عظیم عباسی خلفاء کے عہد کے فقہاء کرام کے تذکرہ سے پہلوتہی کرنا ناقابلِ فہم ہے خاص کر بعض فقہی مذاہب کے بانیوں جیسے حضرات امام شافعی، امام احمد بن حنبل وغیرہ ـــــ کے عدم ذکر پر حیرت بھی ہوتی ہے کیونکہ یعقوبی کے آخری زمانے تک ان کا سکہ عوام و خواص میں مقبول ہو چکا تھا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ تاریخ اسلامی کی بیشتر کتب و مآخذ سیاسی واقعات اور جنگی اخبار پر زیادہ ارتکاز کرتے ہیں اور تہذیبی پہلوؤں کو اکثر و بیشتر نظر انداز کرتے ہیں یا طبری کی طرح اگر ان سے اعتناء کرتے ہیں تو اصل مباحث و واقعات کے اواخر میں ان کے حواشی و تعلیقات کی حیثیت سے ان کا سرسری ذکر کر دیتے ہیں۔ لیکن ہر عہد کے واقعات و اتفاقات کے ذیل میں فقہائے کرام اور ان کی خدمات کا ذکر کر کے یعقوبی نے عام مورخین پر یک گونہ سبقت، اور امتیاز حاصل کر لیا ہے۔

اگرچہ ہر عہد اسلامی کے فقہاء کرام کی الگ الگ فہرستوں سے ظاہری تسلسل و ارتقاء کا علم نہیں ہوتا۔ تاہم ان پر مجموعی نظر ڈالنے سے اور ان کا عہد بعہد ہی سہی مگر اجتماعی مطالعہ کرنے

سے اسلامی فقہاء کے ارتقاء کا تسلسل نظر آتا ہے۔ بالخصوص ان بزرگانِ علم و فقہ کے اسماء گرامی سے جو دو یا اس سے زیادہ ادوار خلافت میں مشترک اور بلا انقطاع سرگرم عمل تھے۔ دراصل یہ تاریخ یعقوبی کی ترتیب و تبویب کی مجبوری کہی جا سکتی ہے کہ وہ اسلامی ارتفاقات اور تہذیبی ارتقاء کے اعمال کا جائزہ عہد بعہد لیتی ہے۔ اگر ان تمام فہرستوں کو فقہائے کرام کے زمانۂ عمل کے مطابق ترتیب دیا جائے تو ظاہری ارتقاء اور تسلسل بھی نظر آنے لگے گا۔ اس اعتبار سے تاریخ یعقوبی کا یہ پہلو بڑا دلنشیں اور اسلامی تہذیب کو اجاگر کرنے والا بن جاتا ہے۔ وہ فقہائے اسلامی کے اسماء گرامی کو صرف بیان کر کے اور ان کی فہرستیں ہی دے کر ان کے تسلسل اور اسلامی فقہ کے بتدریج ارتقاء کا ایک نیا باب کھولتی ہے جس کی بنا پر دوسرے مآخذ و مصادر کی مدد سے پوری تاریخِ فقہاء اسلامی مرتب کی جا سکتی ہے۔

تعلیقات و حواشی

سلہ عام طور سے مورخ یعقوبی کی تاریخ وفات سنہ ۲۸۴ھ / ۸۹۷ء بتائی جاتی ہے لیکن تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ چوتھی صدی ہجری کے دوسرے عشرہ تک زندہ تھا مزید بحث کے لیے ملاحظہ ہو: راقم کا مقالہ "تاریخ یعقوبی — سیرت نبوی کا ایک اہم ماخذ" نقوش رسول نمبر لاہور سنہ ۱۹۸۳ء جلد اول نیز آئندہ مقالہ "مورخ یعقوبی" اسلام کے علمی ثقافتی ورثہ کی جلد سیرت و تاریخ میں۔

سلہ مفصل تجزیہ کے لیے خاکسار کے مذکورہ بالا مقالات ملاحظہ ہوں:

سلہ تاریخ یعقوبی، دار صادر بیروت سنہ ۱۹۶۰ء (آئندہ حوالہ "نفس مصدر" کے عنوان سے آئے گا)

سلہ نفس مصدر، دوم

سلہ نفس مصدر، ۱۳۸

سلہ نفس مصدر، ۱۶۱

سلہ تاریخ یعقوبی کی مطبوعہ جلد میں غلطی سے امیر المومنین کا لقب حضرت عثمان کے نام نامی کے ساتھ چھپ گیا ہے یعنی: کان الفقہاء فی ایام عثمان امیر المومنین: علی بن ابی طالب.... جبکہ اصلاً مورخ نے امیر المومنین کا لقب سامی حضرت علی بن ابی طالب کے لیے استعمال کیا ہے لہٰذا عبارت یوں ہونی چاہیے: کان الفقہاء فی ایام عثمان: امیر المومنین علی بن ابی طالب...." تاریخی اور سنی نقطۂ نظر سے یہ اہم اور دلچسپ بات ہے کہ مورخ نے حضرت علیؓ

کے لیے لقب خلافت اس وقت استعمال کیا جبکہ وہ دستوری خلیفہ نہ تھے لیکن شیعی تصور "خلیفہ بلا فصل" کے لحاظ سے اس کا استعمال برمحل ہے۔ ایسا صرف حضرت عثمان کے سلسلہ میں ہوا ہے اس لیے اور بھی اہم ہے: نفس مصدر، دوم، ۱۷۷۔

۸ نفس مصدر، دوم، ۱۷۷۔

۹ مورخ یعقوبی نے حضرت علیؓ کے اصحابِ علم کا تذکرہ کرنا ضروری سمجھا مگر ان کے عہد خلافت کے صحابہ کرام اور تابعین عظام میں سے دوسرے اصحاب علم وفقہ کا تذکرہ کرنا غیر ضروری سمجھا۔ اس منفی ومثبت رویہ کے آمیزہ کا ایک ہی سبب ہو سکتا ہے کہ وہ شیعی نقطۂ نظر کو اجاگر کرنے کا آرزومند تھا، ورنہ اس دور کے اصحابِ فقہ وعلم کم نہ تھے۔ حضرت حسن کے عہد خلافت کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ مختصر اور شورش زدہ تھا ورنہ اس دور کے فقہا بھی زیادہ تر عہدِ عثمانی کے فقہائے کرام ہی تھے، نفس مصدر، دوم ۔۱۵-۲۱۳۔ ۱۰ نفس مصدر، دوم، ۴۱-۲۴۰۔

۱۱ نفس مصدر، دوم، ۵۴-۲۵۳ اور ۵۸-۲۵۷ نیز ۲۶۸ بالترتیب

۱۲ نفس مصدر، دوم، ۲۸۲

۱۳ نفس مصدر، دوم، ۲۹۲۔ مورخ نے اصل مخطوطہ میں کیا لکھا تھا معلوم نہیں لیکن مطبوعہ نسخہ میں مشہور تابعی حضرت مجاہد کے والد ماجد کا نام ہر جگہ "جبیر" لکھا گیا ہے جبکہ دوسرے ماخذ سے ان کا نام "جبر" معلوم ہوتا ہے۔

۱۴ نفس مصدر، دوم، ۳۰۰

۱۵ نفس مصدر دوم، ۳۰۹

۱۶ نفس مصدر، دوم ۳۱۵

۱۷ نفس مصدر، دوم ۳۳۰

۱۸ نفس مصدر، دوم ۳۳۴ اور ۳۳۷

۱۹ نفس مصدر، دوم ۳۴۸

۲۰ نفس مصدر، دوم ۳۶۳

۲۱ نفس مصدر، دوم، ۳۸۹

۲۲ نفس مصدر، دوم ۹۱-۳۹۰

۲۳ نفس مصدر، دوم، ۴۰۳

۲۴ نفس مصدر دوم ۴۰۶

۲۵ نفس مصدر، دوم ۳۲-۴۳۱

۲۶ نفس مصدر دوم ۴۴۳

۲۷ نفس مصدر، دوم ۴۷۰، ۴۷۸، ۴۸۳، ۴۹۳، ۴۹۲، ۴۹۹، ۵۰۴، ۵۰۶ اور ۵۱۱

۲۸ نفس مصدر دوم ۹-۴۰۸

۲۹ نفس مصدر دوم ۴۷۲

۳۰ نفس مصدر دوم ۴۷۸

۳۱ نفس مصدر دوم ۴۸۲